بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ (قرآن)

بلکہ ہم سچ کو جھوٹ پر پھینک مارتے ہیں کہ وہ اسکو چھوڑ ڈالتا ہے پھر باطل مٹ جاتا ہے اور تمہارے لیے ہلاکت ہے ان باتوں سے جو تم بناتے ہو

مجموعہ

رسائلِ چاندپوری

جلدِ اوّل

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری ناظمِ تعلیمات
وشعبۂ تبلیغ دار العلوم دیوبند وخلیفۂ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین لاہور

۶۔ بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ

سلسلہ مطبوعات (۴)

نام کتاب :- ———— مجموعہ رسائل چاندپوری

مصنف :- ———— مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ

تاریخ طباعت :- ———— ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ / اکتوبر ۱۹۷۰ء

ناشر :- ———— انجمن ارشاد المسلمین لاہور

پریس :- ————

تعداد :- ———— ایک ہزار

قیمت :- ————

ملنے کے پتے

(۱) سبحانی اکیڈمی - ۱۹/ اردو بازار ———— لاہور

(۲) انجمن ارشاد المسلمین ۹ بی شاداب کالونی عید نظامی روڈ - لاہور

(۳) مدرسہ عربیہ حفظ القرآن سرکلر روڈ کہروڑ پکا ضلع ملتان

نوٹ :- بذریعہ ڈاک منگوانے والے حضرات پتہ نمبر ۲ سے منگوائیں

فہرست

Butt

شکوۃ الحادؒ ملقب بہ الزام علی اللئام

المسمّٰی بہ، کفر وایمان کی کسوٹی

اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ جو شخص کسی ضروری دین کا منکر ہو یا کسی ضروری دین کے منکر کو کافر نہ کہے وہ قطعاً کافر ہے۔ احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں کہ اگر زید مدعی اسلام تقریباً کل ضروریاتِ دین کا منکر اور خداوند عالم جل مجدہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالیاں دینے والا ہے تو اس کو بھی کافر نہ کہا جائے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ زید کے عقائد باطلہ ان کے نزدیک موجبِ تکفیر نہیں ہیں۔ گو احمد رضا خان صاحب نے عقائد باطلہ کا اقرار صراحۃً نہیں کیا مگر زید کو باوجود عقائد باطلہ کفریہ کے کافر نہ کہنا اس کو مستلزم ہے کہ وہ عقائد باطلہ ان کے نزدیک اسلام سے خارج نہیں۔ اب جو شخص احمد رضا خان صاحب کو مسلمان کہے یا ان کے کفر و ارتداد میں تامل کرے وہ ویسا ہی ہوگا جیسے خود خان صاحب ہیں اور یہ فتویٰ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن مرحوم کا نہیں ہے بلکہ خود احمد رضا خان صاحب کا ہے جس کا مفصل بیان اس رسالہ میں ہے۔

انوار احمد
ناظم اعلیٰ انجمن ارشاد المسلمین ، لاہور

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں۔

(۱) کیا کسی شخص کو کافر مرتد جانتے ہوئے "مولانا" کے لفظ سے خطاب کرنا جائز ہے یا مکروہ یا حرام یا کفر؟

(۲) لفظ "مولانا" کا ترجمہ جانتے ہوئے جو شخص اس لفظ کو کسی کافر مرتد کے لیے استعمال کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔

(۳) کسی شخص کو کافر مرتد جانتے ہوئے "مولوی، عالم، علامہ، جناب .... صاحب" القاب سے یاد کرنے کا شرعاً کیا حکم ہے؟ جبکہ صرف انسانی آداب مدنظر ہوں۔

(۴) کسی کافر مرتد کے مرنے کے بعد اس کے لیے لفظ "مرحوم" یا "رحمۃ اللہ علیہ" جیسے دعائیہ کلمات کہنا شرعاً کیسا ہے؟

(۵) کسی کافر مرتد کے مرنے کے بعد جبکہ اس کا کفر یقینی ہو محض اس احتمال کی بنا پر اسے کافر نہ سمجھنا کہ شاید اس نے مرنے سے پہلے توبہ کر لی ہو، حالانکہ یہ صرف اس کے ذہن کا گھڑا ہوا ایک احتمال ہے واقعیت سے اس کا ادنیٰ سا بھی تعلق نہیں ہے یا اپنے عقائد کفریہ سے رجوع کر لینے کی بے ثبوت افواہ کی بنا پر کسی یقینی کافر مرتد کو کافر نہ سمجھنا کیسا ہے؟ اور شرعاً ایسے شخص کا حکم کیا ہے؟

(۶) کسی کافر مرتد سے توبہ کر کے اسلام لانے کا حکم دینے کی بنا پر اس کا کہہ دینا کہ میں تم پر اعتماد کرتے ہوئے توبہ کرتا ہوں اگرچہ میں تمہارے کفر قرار دیئے ہوئے امور کو کفر تو درکنار گناہ بھی نہیں سمجھتا۔ حالانکہ علماء امت ان عقائد کو کفریہ قرار دے چکے ہیں۔ کیا شرعاً ایسے شخص کی توبہ قبول ہوگی؟ اور اُسے مسلمان سمجھا جائے گا یا نہیں؟

براہ مہربانی مذکورہ ۶ سوالات کے شافی اور مفصل جواب سے جلد سرفراز فرمائیں۔

بندہ۔ نعیم الدین۔ ۱۳۰/ا احمد پارک مرتضیٰ روڈ۔ لاہور۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

الجواب وهو الموفق للصواب

(۱) کسی شخص کو کافر و مرتد جانتے ہوئے اس کو مولانا کہنا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ ادب کا لفظ ہے اس لئے ایسے شخص پر مولانا کا لفظ بولنا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ منافق کو سید (سردار) مت کہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔

(۲) تو جو شخص مولانا کا ترجمہ جانتے ہوئے اس لفظ کو کسی کافر و مرتد کیلئے استعمال کرے اس کو آئندہ کیلئے توبہ کرنی چاہئے۔ اور اگر وہ شخص توبہ نہ کرے تو برا سمجھا یا بائیکاٹ کیا جائے۔

(۳) کسی شخص کو کافر و مرتد جانتے ہوئے مولوی، علامہ، عالم، جناب یا صاحب سے یاد کرنا مکروہ و حرام ہے اگرچہ صرف انسانی آداب مد نظر ہوں۔

(۴) کسی کافر و مرتد کے مرنے کے بعد اس کو رحمۃ اللہ علیہ کہنا حرام ہے۔ اور اگر اس کو صحیح مسلمان اور اس کے عقائد کفریہ کو صحیح سمجھ کر کہے اور رحمۃ اللہ علیہ کہے تو کافر ہے کیونکہ اس نے کفر کو اسلام جانا اور کفر کو اسلام جاننا کفر ہے۔ اگر مرتد کیلئے رسمی طور پر کہتا ہے تو گنہگار ہے۔

(۵) جبکہ کسی کا کفر مشہور ہو تو اس کو توبہ بھی مشہور کرنا لازم ہے۔ کما فی الحدیث التوبة بالسر والعلانية بالعلانية (پوشیدہ گناہ کی توبہ بھی پوشیدہ کرنا صحیح ہے اور ظاہر گناہ کی توبہ کرنا بھی ظاہر ہے) جبکہ ان کی توبہ سے متعلق بالکل پتہ نہ ہو تو ان کو مسلمان سمجھنا ... یا احتمال ہو یا احتمال ناشی بلا دلیل ہے اور کافر کا استحقاق نہیں اور ان کی توبہ مشتبہ ہو اور ان کو مسلمان سمجھنا کفر ہے لہٰذا شخص مذکور کو توبہ و تجدید اسلام کرنا لازم ہے کیونکہ کافر کو کافر نہ سمجھنا گویا کفر کو اسلام ماننا ہے اسلئے تجدید اسلام و تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔

(۶) کسی کافر و مرتد کا ... جنازہ پڑھنا ... حرام ہے اور ایسا کرنے والے کو توبہ و استغفار کرنا چاہیے ... عقیدہ رکھتا ہو ... کافر ہے ... سمجھا کفر ہے۔

کیونکہ کفر کو اسلام ماننا اور اسلام کو کفر ماننا خود کفر ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے کہ اگر ایک مسلمان نے دوسرے کو کافر کہا تو اگر دوسرا حقیقۃً کافر تھا تو ٹھیک ہے ورنہ کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور اگر کہا ... تو کہنے والا کافر ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احقر العباد مولوی ... نائب مفتی
دار العلوم حزب الاحناف لاہور
... ۲۴ فروری ۱۹۸۲ء

حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ

خلیفہ مجاز حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ

مولانا سید مرتضیٰ حسنؒ صاحب کے والد حکیم سید ضیاء علی قصبہ چاندپور ضلع بجنور کے مشہور اور حاذق طبیب تھے۔ آپ کے اجداد میں عارف باللہ شیخ طریقت اور صاحب کرامات جناب سید عارف علی شاہ صاحب تھے۔ جن کا سلسلہ نسب حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ سے جاملتا ہے۔ مولانا مرتضیٰ صاحبؒ کی تاریخ پیدائش ۱۲۸۵ھ کے لگ بھگ ہے۔ آپ درس نظامی کی تکمیل کے لیے ۱۲۹۸ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ آپ ہمیشہ اپنی جماعت میں اعلیٰ و امتیازی نمبر حاصل کر کے تفوق و امتیاز حاصل کرتے رہے۔

آپ کے جلیل القدر اور ممتاز اساتذہ میں حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ، حضرت مولانا محمد محمودؒ، حضرت شیخ الہندؒ، حضرت مولانا ذوالفقار علیؒ، اور حضرت مولانا منفعت علی صاحبؒ شامل تھے۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمت میں ایک عرصہ تک رہ کر دورہ حدیث پڑھا اور فیض صحبت حاصل کیا۔ چونکہ آپ کو فن معقولات سے خاص دلچسپی تھی، اس لیے اس فن میں تحصیل کمال کی غرض سے معقولات کے نامور اور ماہر استاد مولانا احمد حسن صاحبؒ کی خدمت میں کانپور حاضر ہوئے اور معقولات کی اعلیٰ کتب پڑھ کر اس فن میں کمال و مہارت تامہ حاصل کی۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد آپ اپنے وطن چاندپور واپس آ گئے اور اپنے والد کے مطب میں مشغول ہو کر تشخیص امراض و تجویز نسخہ جات و فن دوا سازی میں بدرجہ کمال عبور

يحلفون بالله ما قالوا ولقد قالوا كلمة الكفر وكفروا بعد إسلامهم وهموا بما لم ينالوا

نمبر ۳

شکوۂ اِلحاد

ملقب بہ

لزام علی اللئام

المسمّٰی بہ

کفر و ایمان کی کسوٹی

تصنیف لطیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری ناظم تعلیمات
وشعبۂ تبلیغ دار العلوم دیوبند و خلیفۂ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین لاہور

۶ - بی شاداب کالونی حمید نظامی روڈ

الحمد للہ الذی جعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ھی العلیا و الصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء ورأس الاتقیاء سیدنا ومولانا محمد ماحی الکفر والبدعات وشمس الھدی وعلی الہ وصحبہ ھداۃ الامۃ واعلام الھدایۃ ونجوم الدجی۔

امّا بعد ناظرین کرام پر واضح ہو کہ چند سطور جو ذیل میں عرض کی جاتی ہیں ان سے غرض محض مدافعت اور اپنے اکابر سے دفع الزام ہے۔ فاضل بریلوی کو جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اپنی طرف سے نہیں لکھا گیا۔ بلکہ جو کچھ انہوں نے ہمارے اکابر کو لکھا ہے اور صراحۃً یا لزوماً کہا ہے اور انہیں کے اقوال سے اُن پر انہیں کے جو احکام لوٹتے ہیں ان کو ظاہر کرکے یہ استدعا کی گئی ہے کہ ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے جو کچھ ہم نے خان صاحب کے کلام کا مطلب سمجھا ہے وہ عرض کر دیا ہے۔ اگر ہماری سمجھ میں غلطی ہے تو باادب عرض کرتے ہیں کہ ہم کو سمجھا دیا جائے۔ ورنہ ہم اس سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ خان صاحب نے جو کچھ الزامات اپنے مخالفوں پر لگائے ہیں وہ ان سے بری ہیں اور خود خان صاحب ہی اپنے اقرار سے اُن کے مورد ہیں۔ اس کے بعد مناظرہ ختم ہو گیا۔ اب کسی مناظرہ کی اس مسئلہ میں ضرورت نہیں اگر واقعی متفق ہو کر کوئی اسلام کا کام کرنا ہے تو ہم مستعد ہیں اور اگر منظور نہیں، تو مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائیے۔ ان کو ہی مخالفین اسلام سے مقابلہ کرنے دیجئے۔ ہم نہ کسی کو گالی دیتے ہیں نہ توہین کرتے ہیں نہ یہ ہماری عادت نہ ہماری غرض۔ واللہ تعالیٰ علی ما نقول وکیل۔ مفت کی تہمت

اور زبان درازی کا ہمارے پاس علاج نہیں وہ خدا کے سپرد ہے۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔

مولوی حامد رضا خان صاحب! بندہ نے اپنا اشتہار آپ کی خدمت میں بذریعہ جوابی رجسٹری بھیجا جس کی باضابطہ رسید بھی آ گئی۔ مگر جواب سے جواب ہے حالانکہ اس پر آپ کو سکوت نہ چاہیئے تھا کیونکہ اس میں مطالبہ یہ تھا کہ آپ اپنے والد ماجد اور اپنا اور اپنے تمام گروہ کا اسلام ثابت فرمائیں۔ آپ کے والد صاحب کا کفر وارتداد اور ان کے عقائد پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر مرتد وغیرہ نہ کہے اس میں تامل، تردد، شک، احتیاطاً سکوت ہی کرے۔ وہ بھی ویسا ہی کافر ہے جیسا کہ خان صاحب، اس کا نکاح عالم میں کسی مسلمان، کافر اصلی، مرتدہ او مرتد سے ناجائز، زنا ئے محض، اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا۔ اور یہ تمام احکام کسی دوسرے کے کئے ہوئے نہیں ہیں بلکہ خان صاحب ہی کے فتوے کا نتیجہ ہے۔ اس قدر ڈبل کفر خود مجلد ما تہ حاضرہ کا دیا ہوا ہے۔ اس کا رفع آپ سے نہ ہو سکا پر نہ ہو سکا۔ اور کیسے ہو سکتا تھا جب خود خان صاحب ہی اس ازلی تقدیری لازمی کفر وارتداد کو نہ اٹھا سکے تو اور کسی کی کیا مجال ہے۔ چونکہ یہ کفر وارتداد اور تکفیر خان صاحب کو خود ان کی رضا اور نسبت سے اور آپ کو ابا جان سے ملی تھی۔ اگر آپ اس کو اختیار فرماتے اور بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا پڑھتے تو یہ سمجھا جاتا کہ ہمیشہ سے کفار کا یہ قاعدہ چلا آیا ہے کہ نار کو عار پر ترجیح دی ہے۔

مگر ہندوستان! تیرے تمام اہل بدعت کو کیا ہو گیا کہ وہ بھی اعلیحضرت کو ان کفریات کے علم کے بعد مسلمان جان کر ویسے ہی کافر و مرتد ہونے کو قبول فرماتے

ہیں جیسے وہ تھے۔ نہ کسی کے ہاتھ میں قلم ہے نہ منہ میں زبان جو اپنا اسلام ثابت کر سکے۔ خان صاحب اور ان کے عقائدِ کفریہ پر مطلع ہو کر ان کو کافر نہ جاننے والے تو خان صاحب کے فتوے سے یوں کافر ہوئے۔ اور جو مسلمان خان صاحب کے عقائد کفریہ سے متنفر اُن پر کفر کا فتوے دینے کے لیے خان صاحب نے سفرِ حجاز کیا۔ تو نتیجہ یہی ہوا کہ خود خان صاحب اور ان کے موافق اور مخالف تمام روئے زمین کے مسلمان خان صاحب کے فتوے سے ایسے کافر، جو انہیں کافر نہ کہے، کافر کہنے میں شک تردد، احتیاط کرے، سب کافر۔ غرض خان صاحب دنیا میں کسی کو مسلمان دیکھ ہی نہیں سکتے ؎

دینِ احمد سے عداوت ہو تو ایمان کیسا
کفر کعبہ سے جو لایا وہ مسلمان کیسا

نہایت وثوق سے۔ بحول اللہ تعالیٰ وقوتہ عرض کرتا ہوں کہ آپ کی تو حقیقت کیا ہے تمام ہند کے اہلِ بدعت بھی اگر آپ کے ابا جان کو ایک راست گو انسان مان کر صرف ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا مسلمان ان کے اقرار سے ثابت فرما دیں تو یہ محال ہے، ممتنع ہے، ناممکن ہے، اگر یقین نہیں تو کسی کو مستعد کر کے اپنی تصدیق سے جواب شائع فرمائیے۔

افسوس ہے کہ آپ کے دار الافتاء سے ایک بے معانی بے ایمانی کا اشتہار شائع ہوا اُسے بھٹیاری نامہ کہوں، یا خان صاحب کے عرس شریف کا وہ فاتحہ نامہ کہوں جس کا ثواب روحِ مقدس کو پہنچایا گیا ہے۔ مسلمان تو مسلمان ایک ادنیٰ شریف آدمی بھی اس قدر فحش گالیاں نہیں دے سکتا۔ آپ کو شرم کرنی چاہیئے اور اگر آپ نے ہی اشتہار دیا ہے تو اللّٰھم زد فزد۔ خدا اور زیادہ توفیق دے ہم تو ایسے دور از تہذیب باتوں کا جواب

دے نہیں سکتے۔ اوّل تو وہ ہمارے مخاطب نہیں اور مخاطب بھی ہوتے تو اس کا تو اگر بریلی کی کوئی بازاری جواب دے تو دے سکے ورنہ وہ گالی نامہ کوئی دیکھ بھی نہیں سکتا۔ چہ جائیکہ جواب لکھے۔ شریف انسان ایسی گالیاں نہیں دے سکتا۔ خدا کرے بڑے حضرت کی طرح کسی قادیانی سے واسطہ پڑ جائے تو وہ ایک ہی دو دفعہ میں بے نقط سُنا کر ہوش درست کر دے گا۔ کیوں نہ ہو آپ کے خان صاحب مجددیت کے مدعی تھے اور وہ نبوت کے۔ فرق تو ہونا ہی چاہیئے۔ واقعی ایسا مضمون مسٹڈاس پریس میں طبع ہونے کے قابل ہے۔ مگر آپ کے ابا جان کی بدقسمتی کہ ان کا کفر وہ بھی نہ اٹھا سکے۔ وہی ایک راگ جو خان صاحب نے ساری عمر گایا اُسے ہی اس میں بھی الاپا۔

اس وجہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام تال، طنبورا، ڈھولک، سارنگی، طبلہ ستار، سب ایک ہی دفعہ توڑ کر اس بدعت کی ارتھی کو جہنم میں جھونک کر اس قصہ کو ہمیشہ ہی کے لیے ختم کر دیا جائے۔ اپنے اشتہاری علماء مراد آبادی، اعظمی، الوری، کچھوچھوی، پنجابی، شہری، دیہاتی، پچھمی، پوربی، سب کو جمع فرما کر جواب مرحمت فرمائیے۔ چونکہ اس نزاع کو طے کر کے فیصلہ حکم مسلم فریقین سے لینا ہے۔ جس کے بعد چون و چرا کی گنجائش ہی نہ رہے۔ اس وجہ سے ہم نے بڑے حضرت آپ کے ابا جان خان والا شان فاضل احمد رضا خان صاحب کو حَکَم مقرر کیا ہے۔

چاہے کسی بڑے کو تو آپ تسلیم ہی نہیں کر سکتے مگر ہم آپ کے بڑے حضرت کو حکم مانتے ہیں۔ فرمائیے اس سے زائد کوئی طریقہ انصاف اور قطعی فیصلہ کا ہے ؎

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اگر خان صاحب ہی سے اپنی فتح اور ان کی ہار کی اقراری ڈگری نہ لی تو بات ہی کیا ہوئی خدا چاہے یہ آخری فیصلہ لاحول اور اذان کا کام دے گا۔ شیطانِ بدعت اس سے ایسا ہی بھاگے گا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

حضرات ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں! فاضل بریلوی اور ان کی تمام جماعت، اور ہمارے اکابر اور اُن کے خدام میں کل دو امر مختلف فیہ ہیں۔ خان صاحب کی جماعت کا دعویٰ ہے کہ خان صاحب نے اکابرِ علمائے دیوبند کا صریح کفر ان کی کتابوں، اور علمائے حرمین شریفین کے فتاویٰ سے ایسا زبردست پُرزور طریقہ سے ثابت کیا کہ

"جو انہیں کافر نہ کہے، اُن کے کفر میں شک تردد، احتیاطاً برتے، وہ بھی کافر۔ بلکہ جو اس شخص کو کافر کہنے سے باز رہے کافر نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر۔ پھر جو اس کو ویسا ہی کافر نہ کہے الیٰ غیر النہایۃ دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک سب کافر ہو جاویں گے۔ ان کا نکاح دنیا میں کسی مسلمان کافر اصلی و مرتد سے صحیح نہ ہو گا بلکہ زنائے محض اور اولاد حرامی ہوگی۔ پھر باجود سالہا سال کے مطالبوں کے کسی دیوبندی نے مناظرہ نہ کیا"!

یہ دعویٰ تو رضاخانی جماعت کا ہے۔

ہم غربا یہ عرض کرتے ہیں کہ یہ دعویٰ اول سے آخر تک غلط بلکہ خود جناب خان صاحب اپنے ہی فتاویٰ کے حکم سے ویسے ہی کافر ہیں جیسا وہ اپنے مخالفوں کو فرماتے ہیں مابہ النزاع صرف یہ ہے۔ اس مقدمہ کو ہم بحضور خان صاحب بہادر پیش کر کے تمام مسل و روداد مقدمہ اور فیصلہ حکم مسلم فریقین ناظرین کی خدمات عالیہ میں بے کم و کاست پیش کیے دیتے ہیں نتیجہ وہ خود نکال لیں۔ واللہ تعالیٰ ہو الموفق۔

امورِ تنقیح طلب

۱۔ اکابر حضراتِ دیوبند نے مناظرہ سے پہلو تہی کی یا خان صاحب نے۔

۲۔ جو الزامات خان صاحب نے لگائے ہیں وہ امور واقعی کفریہ ہیں یا نہیں۔

۳۔ علمائے دیوبند بھی اُن کو کفریہ عقائد تسلیم کرتے ہیں یا نہیں۔

۴۔ اگر وہ مضامین عقائد کفریہ مسلمہ فریقین ہیں تو علمائے دیوبند ان کے معتقد ہیں یا نہیں اور وہ معنی اُن کے مراد ہیں یا نہیں۔ مراد نہ ہونے کی صورت میں اُن کے معتقدین کو کافر سمجھتے ہیں یا مسلمان۔

۵۔ اگر وہ مضامین علمائے دیوبند کے نزدیک بھی کفریہ عقائد ہیں اور وہ اُن کی مراد بھی نہیں اور ان عقائد کے معتقدین کو کافر بھی سمجھتے ہیں تو پھر جن عبارات کو خان صاحب نے پیش کیا ہے اُن کے صحیح معنے کیا ہیں۔ کس کتاب میں بیان کیے گئے ہیں۔ خان صاحب نے اُن معانی کی تغلیط فرمائی ہے یا نہیں۔

۶۔ جس صورت میں علمائے دیوبند اُن مضامین کو عقائد کفریہ سمجھتے ہیں اور وہ مضامین اُن کی مراد بھی نہیں اور اپنے کلام کے صحیح معنے بیان کرتے ہیں تو اب وہ مسلمان ہیں یا کافر۔

۷۔ خان صاحب، یعنی مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اپنے ہی فیصلہ اور فتوے اور علمائے حرمین شریفین کے فتاویٰ کی بنا پر ایسے کافر اور مرتد ہیں کہ جو ان کو کافر اور مرتد نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر اور مرتد ہے۔ جس طرح خان صاحب تھے۔

پھر اس کا فر نہ کہنے والے کو جو کافر اور مرتد نہ کہے وہ بھی خان صاحب ہی کی طرح کافر ہے الی غیر النہایۃ۔ اور ان میں سے کسی کا نکاح تمام عالم میں کسی سے بھی چاہے کافر ہو ،مرتد ہو، یا ان کا ہم عقیدہ ہو درست نہیں۔ نکاح زنا ہے محض اور اولاد حرامی ہو گی۔ غرض جو حکم خان صاحب نے اپنے مخالفوں کے لیے صادر فرمایا تھا وہی حکم بعینہٖ خان صاحب پر لوٹ کر آیا ہے یا نہیں۔

۸ - علمائے دیو بند نے خان صاحب کا یہ اقراری کفر خان صاحب پر ظاہر کیا یا نہیں۔ پھر خان صاحب سے اس کا کوئی جواب دیا ہے یا نہیں۔

تنقیح نمبر ا کے متعلق عرض ہے کہ حضرات اکابر دیو بند نے خان صاحب سے مناظرہ میں پہلو تہی نہیں فرمائی بلکہ خود خان صاحب نے پہلو تہی فرمائی۔ چنانچہ خورجہ اور بلند شہر کے مسلمانوں نے مناظرہ کرانا چاہا تھا اور ہر فریق اپنے اپنے علماء کو میدانِ مناظرہ میں لانے کا ذمہ دار ہوا تھا۔

حضرات دیو بند نے جو تحریر مستعدی مناظرہ کے لیے بھیجی تھی وہ پیش ہوتی ہے۔ اگر خان صاحب نے بھی کوئی تحریر بھیجی ہو تو پیش کی جائے۔ یہ تحریک مناظرہ شوال ۱۳۲۸ھ میں ہوئی جس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو" قاصمۃ الظہر فی بلند شہر" وغیرہ۔

نقل تحریر دستخطی آمدہ از دیوبند مع دستخط حضرات ثلاثہ

باسمہ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً فتوے منسوبہ بجانب حضرت مولانا مولوی حافظ رشید احمد صاحب محدث گنگوہی۔ اور بعض عباراتِ تحذیر الناس و

براہین قاطعہ و حفظ الایمان کی وجہ سے جو ہم پر اور ہمارے اساتذہ رحمہم اللہ تعالےٰ اجمعین پر مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے الزام و اتہام توہینِ خداوندِ عالم جل و علا شانہٗ و توہینِ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ و صحبہٖ وسلم کا لگا کر تکفیر کی اور کرائی ہے۔ امورِ مذکورہ میں خان صاحب سے ہم تقریری مناظرہ کرنے کو بالکل مستعد و آمادہ ہیں۔ بقاعدۂ مسلمہ خان صاحب الاہم فالاہم ان مسائل کے طے ہونے کے بعد اور بھی جو ان کے اور ہمارے درمیان مسائل مختلفہ ہیں۔ گفتگو کے لیے آمادہ ہیں۔ خان صاحب بھی اپنی تحریر مستعدیٔ مناظرہ کے بارہ میں بھیجدیں فقط۔

اگر مناظرہ کے وقت کسی کو کوئی عذر پیش آوے تو وہ اپنا وکیل باضابطہ پیش کرے گا کہ جس کا ساختہ پرداختہ موکل کا سمجھا جاوے گا۔

خلیل احمد بقلم خود	بندہ محمود عفی عنہ	اشرف علی عفی عنہ بقلم خود

ص ۷ قاصمۃ الظہر فی بلند شہر۔

اس تحریر میں مسئلہ تکفیر ہی نہیں جملہ امور مختلفہ میں گفتگو کے لیے مستعدی ظاہر فرمائی ہے۔ خان صاحب نے بھی اگر اپنے لوگوں کے پاس کوئی اس قسم کی تحریر بھیجی ہو تو ظاہر فرمائیں بلکہ خان صاحب کے لوگوں نے خان صاحب سے ہر چند چاہا کہ وہ بھی مستعدیٔ مناظرہ کی تحریر بھیجدیں۔ مگر نہ بھیجی اور نہ بھیجی۔ آخر فیصلہ فتح حضرات دیو بند کا ہوا۔ اور رؤسا بلند شہر نے اس اُس پر اپنے دستخط فرمائے۔

رسالہ مذکورہ ۱۷ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ کو طبع ہو کر تمام ہندوستان میں شائع ہو چکا ہے۔ پھر بھی خان صاحب کے ہوا خواہوں کا یہ فرمانا کہ حضرات دیو بند مناظرہ سے پہلو تہی کرتے ہیں کس قدر واقعہ سے دور اور ایمان کے خلاف ہے۔ خان صاحب